

ازدواجی تعلقات اور

شوہر بیوی کے لئے ضروری تنبیہات و ہدایات

(تنبیہ الزوجین)

نماز، روزہ، حج سے متعلق تنبیہات

نماز:

شریعت اسلامی میں نماز سب سے بہتر اور اعلیٰ درجہ کی عبادت مقرر کی گئی ہے اور دوسری عبادات کے مقابلہ میں اس کی اہمیت و منزلت بارگاہ رب العزت میں سب سے محبوب و مرغوب بتائی گئی ہے۔ اس کا مرتبہ قرآن پاک میں بار بار بیان کیا گیا ہے۔ اس کا ذکر فرمودات نبی معظم ﷺ موقع محل کی مناسبت سے احادیث نبویؐ میں موجود ہے، جہاں بتایا گیا ہے کہ اعمال میں سب سے پہلے نماز کی ہی پُرش کی جائے گی۔ اسی عمل میں بندہ کی عبودیت و سعاوت اور خداوند ذوالجلال کی حاکمیت و کبریائی کا اظہار ہوتا ہے۔ مرد اور عورت اس عبادت سے مستثنیٰ نہیں۔ مگر عورت کے لئے اس کی فطری ساخت، جسمانی نشیب و فراز، دائرہ کار کردگی کی وجوہات کی بنا پر مردوں کے مانند بہت ساری موکدہ اور مستحب اعمال سے بری الذمہ قرار دے دیا گیا ہے۔ جو مردوں کے لئے لازمی ہیں اور عورتوں کے لئے نہیں۔

عورتوں کی باجماعت نماز میں شرکت:

حضور اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں اگرچہ عورتوں کو مسجدوں، عید گاہوں میں چلے جانے اور باجماعت نماز میں شامل ہونے کی اجازت تھی۔ مگر وہ خیر القرون کا زمانہ تھا، اور سب سے بڑی بات کہ حضور علیہ السلام و تسلیما ت بہ نفس نفیس وہاں موجود تھے۔ وحی کا نزول ہوتا تھا، نئے نئے احکام آتے تھے، نئے نئے مسلمان بن رہے تھے، جو نماز اور دینی احکامات و تعلیمات سے بہرہ ور ہوتے رہتے تھے اور مرد و عورتوں کو سرور کائنات معلم اعظم ﷺ کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کا شرف حاصل ہوتا رہتا تھا۔ یہ مرد اور عورتوں کو اپنے علاقہ میں جا کر دینی احکامات کی تعلیم دینی ہوتی تھی لہذا عورتوں کو فی نفسہ مساجد و عید گاہوں میں حاضری کی اجازت تھی۔

لیکن اس اجازت کے باوجود معلم اعظم ﷺ نے عورتوں کو بار بار مسجد میں آنے کو مناسب نہ جانتے ہوئے کئی

مرتبه فرمایا کہ عورتوں کو اپنے گھروں میں رہ کر نماز پڑھنی چاہیے اور اس نماز کو جو عورت گھر میں پڑھے زیادہ باعث فضیلت قرار دیا، گو کہ گھر کی نماز کے مقابلے میں مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے میں ستائیس نمازوں کا ثواب اور مسجد نبوی میں نماز کی ادائیگی پر پچاس ہزار نمازوں کا ثواب اور حضورؐ کی اقتداء میں نماز کی عظیم ترین سعادت (جس کا اندازہ بے حساب ہے) کے باوجود عورت کے لئے اس کے گھر کی کوٹھڑی کی نماز کو مسجد کی باجماعت نماز پڑھنے کے مقابلے میں بہتر بتایا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے۔

ترجمہ: رسولؐ نے فرمایا: عورتوں کی سب سے بہترین مسجد ان کے گھر کا اندرونی حصہ ہے۔
ترجمہ: رسولؐ نے فرمایا: عورت کی وہ نماز جو اس کے کوٹھڑی (کمرہ) میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو دالان میں ہو۔ اسکی وہ نماز جو دالان میں پڑھے اس سے بہتر ہے جو مکن میں پڑھے اور مکن میں پڑھی نماز اس نماز سے بہتر ہے جو محلہ کی مسجد میں پڑھے۔ (رواہ احمد و الطبرانی فی الکبیر۔ وقال الحاکم۔ صحیح الاصابۃ الترغیب ازہب۔ ۱۔ ۲۲۶)
ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کی گئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ترجمہ: عورت کی سب سے زیادہ محبوب نماز خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اس نے اپنے گھر کی کوٹھڑی میں پڑھی ہو۔
ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:
ترجمہ: اپنی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکو۔ ان کا گھر ان کے لئے مسجد سے بہتر ہے۔
حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث شریف مروی ہے۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام و تسلیمات نے فرمایا، ”اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو جو لوگ بلا عذر مسجد میں جماعت سے نماز نہیں پڑھتے میں کہتا کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دی جائے“

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کی سزا ان لوگوں کے لئے تجویز فرمانا چاہتے تھے جن کے لئے جماعت میں حاضر ہونا ضروری تھا۔ اور وہ اس کے باوجود حاضر نہ ہوتے تھے۔ مگر عورتوں اور بچوں کا ہونا۔ گھروں کے جلادینے کی سزا میں مانع ہو گیا۔ عورتوں کا اس حدیث مبارکہ میں ذکر فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جماعت میں حاضر رہنے کی مکلف نہیں اور جماعت ان کے حق میں منکذ نہیں۔ ایک اور جگہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ: حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ ”عورت چھپانے کی چیز ہے، وہ جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسکو تارکتا رہتا ہے اور عورت اپنے گھر کی سب سے اندر کی کوٹھڑی میں اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوتی ہے“ (رواہ احمد بن حنبلہ و ابن جبان فی صحیحہ۔ الترغیب و الزہب۔ ۱۔ ۲۲۵)

روایت ہے کہ ایک دن حضورؐ نے ارشاد فرمایا: ”عورت چھپانے کی چیز ہے، وہ جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسکو تارکتا رہتا ہے اور عورت اپنے گھر کی سب سے اندر کی کوٹھڑی میں اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوتی ہے“ (رواہ احمد بن حنبلہ و ابن جبان فی صحیحہ۔ الترغیب و الزہب۔ ۱۔ ۲۲۵)

کے پیچھے نماز پڑھنے کا شوق ہے، یہ سن کر نبی معظمؐ نے فرمایا۔ ”میں خوش ہوں کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق رکھتی ہو۔ مگر سن لو! تمہاری وہ نماز جو مکان کے اندر سب سے اندرونی کوٹھری (کمرہ) میں ہوگی اس نماز سے بہتر ہوگی جو دالان میں پڑھو اور دالان میں پڑھی جانے والی نماز بہتر ہے اس نماز سے جو تم صحن میں پڑھوگی اور گھر کے صحن میں پڑھی جانے والی نماز بہتر ہوگی جو تم محلّہ کی مسجد میں جا کر پڑھو۔“

چنانچہ ام حمیدؓ نے اپنے گھر کے سب سے اندھیرے کونے میں نماز کی جگہ بنوائی اور تمام مرد وہیں نمازیں پڑھتی رہیں اور اسی حالت میں انتقال فرمایا۔

خواتین کو مسجدوں میں دیکھا:

حرمین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں لاکھوں غیر ملکی خواتین مناسک حج و عمرہ کے لئے جمع ہوتی ہیں، اپنی عقیدت، محبت اور تکمیل عبادت کے لئے دور دراز کا سفر کر کے آتی ہیں، اور سجدہ ریز رہتی ہیں، مگر صحن کعبہ میں چاہہاں مزم کے ساتھ اور برآمدوں میں مخصوص نشست گاہوں میں اور اسی طرح مسجد نبویؐ میں باب النساء کے راستہ الگ الگ نشست گاہ میں داخل ہوتی ہیں۔ مردوں کے ساتھ غلط ملط کے کم امکان ہیں۔

برمنگھم اور لندن کی مساجد میں مرد ہی خاص دنوں میں جمع ہوتے ہیں اور امریکہ میں مشرقی اور جنوبی ریاستوں میں مساجد نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن ڈیوان اسٹریٹ کی مسجد شکاگو، مینا پلس، منی سوٹا، واشنگٹن کے اسلامک سنٹروں (مسجدوں) میں عید کے اجتماع مشترکہ ہوتے ہیں۔ اتفاق سے ایک دوست بھی اپنی اہلیہ اور لڑکیوں کے ہمراہ وہاں موجود تھے۔ واقفیت پرانی تھی، ہمارے اعتراض پر ان بیگم (بھابی صاحبہ) نے کہا کہ ایسے اجتماعات عید کی نمازوں کے مواقع ضرور ہونے چاہئیں تاکہ غیر مسلموں کو معلوم ہو کہ ہم مسلمان کس عقیدت سے نماز پڑھتے ہیں۔ ہم کیا کر سکتے تھے، چپ ہو گئے۔

مگر ہم نے شاہ مسجد، طہران، مسجد امام، مشہد، مسجد الگلیانی، بغداد، مسجد سعد کوٹہ، مسجد اموی، دمشق، بلیو مسجد (Blue Mosque) استنبول، مسجد صلاح الدین ایوبی اور مسجد بن عاص، قاہرہ، مسجد ابو عنان، فاس مراکش، مسجد عقبہ، قیروان تیونس، مسجد سلطان سگاپور۔ (یہ سب بہت بڑی مساجد ہیں) ان میں مردوں اور عورتوں کو الگ الگ صفوں میں مشترکہ نماز پڑھتے دیکھا۔ ان واقعات کو طوالت کی وجہ سے بیان کرنے سے قاصر ہوں مگر الحمد للہ پاکستان، ہندوستان میں مساجد میں ایسا نہیں ہوتا۔

مسجد میں عورتوں کی مباحث:

حضور ﷺ سے عورتوں کا مسجد میں آنا محض نماز کی تعلیم کے درجہ میں تھا نہ کہ تاکید یا فضیلت، استحباب کے درجہ میں تھا۔ آپؐ نے کبھی عورتوں کو جماعت میں حاضر ہونے کی تاکید نہیں فرمائی۔

باوجود اس رخصت و مباحث کے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ان کے لئے بھی تھا کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ او

آپؐ نے گھر میں نماز پڑھنے کی فضیلت بیان فرمائی اور ترغیب دی۔

حضرت ام حیدؓ ایک مرتبہ حضورؐ سے یہ ترغیب سن کر آپؐ کے پیچھے نماز مسجد نبویؐ میں پڑھنی چھوڑ دی اور تمام عمر اپنی بند کوفڑی میں نماز پڑھتی رہیں۔ یہ عین اتباع اور منشاء نبویؐ کے حکم کی تکمیل کے سوا کچھ نہ تھا۔

مسجد نبویؐ میں عورتوں کی رخصت و اباحت سے بھی وجوہات بنتی چلی گئیں۔ عورتیں بن سنور کر لباس فاخرہ پہن کر خوشبویات لگا کر چھن چھن کرتا ہوا زیور پہن کر نہ آیا کریں چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

ترجمہ: ایک مرتبہ سرور کائنات ﷺ مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں قبیلہ نضیرہ کی ایک عورت زیب وزینت کا لباس زیب تن کئے، چمکتی مہکتی اندر آئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب وزینت کا لباس پہنے مسجد میں اس طرح آنے سے منع کر دو۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وجہ سے لعنت کی گئی کہ ان کی عورتوں نے اسی طرح عبادت گاہ میں آنا شروع کیا تھا۔ (ابن ماجہ۔ باب الفتنہ ص ۲۸۸)

حضرت زینبؓ غمر ماتی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا تھا۔

ترجمہ: ”جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی نماز میں آئے تو ہرگز خوشبو نہ لگائے“ (رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۸۳)

ایک اور حدیث اسی سلسلہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

ترجمہ حضورؐ نے سلام پھیرا تو ارشاد فرمایا۔ ”عشا کی نماز میں کوئی آئے تو ہرگز خوشبو نہ لگائے۔ کوئی خاتون ایسا نہ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۹۶)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

”تم خدا کی بندویوں کی مسجد میں آنے سے روکو۔ مگر اس حالت میں آئیں کہ زیب وزینت اور خوشبو سے

آراستہ نہ ہوں“

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات صراحت کے ساتھ ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت اور

رخصت ضرور تھی مگر ان قیود اور شرائط کے ساتھ تھی اور ان فتنے رونما ہونے سے پہلے تھی جو بعد میں رونما ہوئے۔

دوران نماز مردوں اور عورتوں کا اختلاط:

دو باتیں دوران نماز حضورؐ کے زمانے میں ضرور ملحوظ رکھی جاتی تھیں عورتوں کی صفیں الگ اور مردوں کے پیچھے

ہوتی تھیں۔ مخلوط ہرگز نہیں بنتی تھیں پھر اس بات کا خاص اہتمام ہوتا تھا کہ نماز ختم ہونے کے بعد مردوں کے اٹھنے سے پہلے

عورتیں چلی جاتی تھیں اور اس کے لئے باقاعدہ حضور ﷺ اور اصحاب کرام اجمعین اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہتے تھے۔

جب سب عورتیں باہر نکل جاتیں تب مرد حضرات باہر نکلتے تھے۔ یہ احتیاط اس لئے لازم قرار دی گئی تھی تاکہ اٹھتے اور باہر

نکلتے ہوئے ہجوم میں مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے کوئی ناخوشگوار پیش نہ آئے۔ بخاری سے روایت ہے۔
 ”رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں جب نماز باجماعت میں فرض نماز سے سلام پھیر لیتیں تو کھڑی ہو جاتیں اور اپنے اپنے گھروں کو چل پڑتیں۔ اور بقیہ نمازی (صحابہ کرام اجمعین) بیٹھے رہتے۔ عورتوں کے جانے کے بعد سرور کائنات ﷺ جب اٹھ کھڑے ہوتے تب اور صاحبان بھی روانہ ہوتے“ (اصح البخاری۔ ج ۱۔ ص ۱۱۹)
 ایک اور روایت میں حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیر لیتے تھے تو کچھ دیر کے لئے بیٹھے رہتے۔ صحابہ کرامؓ سمجھتے تھے کہ یہ (ٹھہرنا) اس لئے ہوتا ہے کہ عورتیں پہلے اٹھ کر باہر چلی جائیں۔“ (سنن ابی داؤد۔ ۱۔ ۱۴۹)
 علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

”از روئے حدیث امام کو مقتدیوں کے حالات کی رعایت کرنا مستحب ہے اور خرابی پیدا ہونے والے امور سے احتیاط کرنی چاہیے اور تہمت کے موقع سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (اس حدیث سے یہ معلوم ہوا) کہ مردوں اور عورتوں کا راستوں میں بھی اختلاط مکروہ ہے۔“

حضرت عمر فاروقؓ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے مرد اور عورتوں کے مسجد سے باہر نکلنے والے راستوں میں اختلاط کا سخت نوٹس لیا۔ سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ اس زمانے میں فتوحات ایران اور شام کی وجہ سے مدینہ منورہ میں مال و دولت کی ریل پیل شروع ہو گئی۔ جس کی وجہ سے عورتوں میں سنگھار و آرائش، لمبوسات کی عمدگی و رنگینی عود کر آئی۔ ان سب باتوں سے فتنے کا اندیشہ ہی نہیں ہوا بلکہ اس نوعیت کی کئی شکائیں آپؐ کے پاس آئیں۔ جس کے مد نظر آپؐ نے عورتوں کو کہا کہ وہ مسجد میں نہ آیا کریں۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں ”جوان عورتوں کے لئے باجماعت نماز میں شرکت مباح نہیں۔“
 اس روایت کے پیش نظر جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جوان عورتوں کو گھر سے نکلنے سے منع کر دیا اور اس لئے بھی ہے کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا فتنہ ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو چیز یا بات حرام تک پہنچانے میں مدد کرے وہ بات بھی حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر عورتوں کو چھوٹی چھوٹی کنکریاں مار کر اشاروں سے مسجد سے باہر چلے جانے کو کہتے تھے ظاہر ہے کہ وہاں صحابہ کرام اجمعین بھی موجود ہوتے تھے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جمعہ کے نماز کے وقت عورتوں کو مسجد سے باہر چلے جانے کو کہتے اور فرماتے کہ چلی جاؤ۔ تمہارے گھر کی نماز یہاں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (بدائع الصنائع)

ان تمام روایات سے واضح ہو گیا کہ عورتوں کو مسجد میں آپؐ نے عورتوں کو گھروں میں

نماز پڑھنے کی ترغیب دی تھی۔ اور اس کی فضیلت بیان فرمائی تھی، البتہ عورتوں کو مسجد میں آنے کی مشروط اجازت تھی، لیکن آپؐ کے بعد صحابہ کرام اجمعین ہی زمانے میں اتنے حالات تبدیل ہو گئے کہ فتنے، فساد، بدعتی پھیلتی شروع ہو گئی تو پھر صحابہ کبارؓ نے عورتوں کو قطعاً روک دیا۔ اس وجہ سے علمائے احناف اس کے قائل ہیں کہ عورتیں اپنے گھروں میں نمازیں پڑھیں۔

دارالافتاء دارالعلوم کراچی کے فیصلے کا اس بارے میں خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کے لئے مساجد کی جماعتوں یا عید گاہوں میں حاضر ہونا مکروہ تحریمی ہے اور جن روایات میں مسجد میں آنے کی اجازت بار عایت دی گئی تھی۔ اولاً وہ محض اباحت و رخصت کے درجہ میں تھی ثانیاً یہ کہ وہ آپؐ کے دور نبوت میں فتنوں کے خالی زمانے میں تھی لہذا اس پر فتن کے دور میں عورتوں کو مسجد اور عید گاہ آنے کے لئے حضور ﷺ کے بابرکت زمانے سے استدلال کرنا درست نہیں۔

علامہ بدرالدین عینی کی روایت (البلاغ۔ کراچی) کے حوالہ سے جو روایت حضرت عائشہؓ بیان کی گئی ہے ملا حظہ فرمائیے:

”اس زمانے کی عورتوں نے جو بدعات و منکرات ایجاد کیں خصوصاً مصری عورتوں نے، اگر حضرت عائشہؓ ان کو دیکھتیں تو نہایت شدت سے انکار فرماتیں آخر میں یہی علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کا ارشاد حضورؐ کی رحلت کے کچھ عرصہ بعد کا ہے جبکہ اس زمانے میں عورتوں نے جو منکرات ایجاد کیں اس کو حضرت عائشہؓ دیکھتیں تو نہ معلوم کیا حکم فرماتیں۔

سو چنے ذرا علامہ بدرالدین عینیؒ نویں صدی ہجری کی عورتوں کی بے راہ روی دے احتیاطی کی انتہاء ہو چکی ہے پردہ جو قرآنی حکم ہے وہ رخصت ہو چکا ہے، اس کی جگہ قسم قسم کے نیم عریاں و عریاں لباس جن سے ستر کا بھی لحاظ نہیں بلکہ فاشی کی دعوت دیدہ ہوتی ہے، اس سے بہتر ہے کہ عورتوں کو قطعاً کے نیم عریاں و عریاں لباس جن سے ستر کا بھی لحاظ نہیں بلکہ فاشی کی دعوت دیدہ ہوتی ہے، اس سے بہتر ہے کہ عورتوں کو قطعاً مساجد میں نہ آنے دیا جائے۔ جبکہ زمانہ خیر القرون میں بھی مرد و عورتوں کی اجتماعی نمازوں کا اہتمام نہیں ہوتا اب کیوں کر ہو سکتا ہے۔

عورتوں کی امامت:

عورت کی امامت خواہ فرض نماز ہو یا نقل نماز ہو کراہت سے خالی نہیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ”عورتوں کی جماعت میں امامت میں کوئی خیر نہیں۔“ (مجمع الزوائد۔ ۱ ص ۱۵۵)

حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ ”عورتوں کی امامت مکروہ عورت امامت نہ کرائے۔ چنانچہ خیر القرون میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا اور عورتوں کی اجتماعی نمازوں کا ثبوت نہیں ملتا، البتہ جزوی طور پر عہد نبوی کے بعد تین خواتین سے متعلق روایات مذکور ہیں کہ امامت کرائی گئی، جن میں حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام وروثہؓ نے نواح مدینہ میں

امامت کرائی تھی، مگر یہ محض جزوی واقعات ہیں اور معمول سے ہٹے ہوئے ہیں۔ تحقیق و علمائے دین کا کہنا ہے کہ یہ روایات تعامل امت کے مقابلہ میں مرجوح ہیں۔

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے فرمایا کہ جن روایتوں سے حضرات صحابیاتؓ کی امامت ثابت ہے ان سے عورتوں کی امامت کافی نفسہ جائز اور مباح ثابت ہوتا ہے یا نہیں اس پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت چونکہ عورتوں کو دینی تعلیم اور نماز سیکھنے کا طریقہ سکھانا مقصود تھا اس صورت کے پیش نظر مذکورہ صحابیات نے عورتوں کی امامت کرائی تھیں جبکہ دوسرے متعدد روایتوں میں خود حضرت عائشہؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ سے خواتین کی امامت اور مساجد میں شرکت کی ممانعت مذکور کا واقعہ یا حکم ثابت ہوتا ہے اور یہ بات بالفعل درست ہے کہ عورت کی امامت اور مسجد میں مردوں کے ساتھ جا۔ ہے الگ صفوں میں ہی ہو مکروہ ہے۔ تمام علماء فقہاء اس بات پر متفق ہیں۔

روزہ:

رمضان کے روزے رکھنا مرد اور عورت پر فرض ہیں صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے ممنوعہ عمل سے باز رہنا ضروری ہے ورنہ روزہ نہیں ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور سرور کائنات سے روایت بیان فرمائی کہ ”روزہ دوزخ کی آگ میں سپر ہے (یعنی ڈھال ہے) روزہ میں فحش کلامی، گالم گلوچ نہ کرے، اگر کوئی گالی دے تو اس کو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ امام بخاری نے لکھا ہے کہ یہودہ مذاق جھوٹ نہ بولے ہمارا کہنا یہ ہے کہ گانا بجانا ناچنا، دیکھنا یا سننا بھی منوعات میں سے ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ دار میرے لئے اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے۔ خواہشیں ترک کرتا ہے اس لئے میں اس کا بدلہ دوں گا۔

روزہ کے بارے میں قرآن کریم فرماتا ہے:

”یہ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا..... لہذا تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پالے وہ اس ماہ کے روزے رکھے“ (البقرہ-۱۸۵)

چنانچہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے ہمیشہ یہ مہینہ روزے سے گزارا۔ روزہ بہر حال مشقت کی چیز ہے اس لئے قرآن میں ماہ رمضان کے روزوں کی تحدید اور فرضیت نہایت بلاغت کے ساتھ تذریجی طور پر کی گئی ہے۔

امام مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ رمضان کا پورا مہینہ نہایت مبارک ہے۔ انوار و برکات جو اس کے دنوں سے وابستہ ہیں وہ اور ہیں جو خیرات و برکات اس ماہ کی راتوں سے متعلق ہیں وہ اور ہیں۔ ممکن ہے اس وجہ سے حکم ہوا ہو کہ افطار میں جلدی کرو اور سحری میں تاخیر کرو۔

قرآن میں حکم ہوتا ہے کہ تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پالے اس کو چاہیے کہ پورے روزے رکھے سفر میں روزہ رکھنا آدمی کے اختیار پر چھوڑ دیا گیا۔ نبی ﷺ کے ہمراہ سفر میں جو صحابہ کرامؓ جایا کرتے تھے ان میں سے کوئی روزہ

رکھتا تھا کوئی نہیں۔ حافظ ابن تیمیہؒ نے نہایت قوی دلائل سے فتویٰ دیا کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم دومرتبہ رمضان شریف میں سرور کائنات ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک تھے پہلی مرتبہ جنگ بدر میں اور آخری مرتبہ فتح مکہ کے موقع پر، دونوں باری ہم نے رمضان کے ان دنوں میں روزے نہیں رکھے۔ قضا رکھے۔ (معالم القرآن۔ ج ۲ ص ۳۳۹)

رمضان کی راتوں میں:

قرآن پاک کھولنے اور پڑھنے:

ترجمہ: تمہارے لئے یہ بات جائز ہے کہ روزوں کے دنوں میں رات کے وقت اپنی بیویوں سے خلوت کرلو وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم لوگ چپکے چپکے اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے، مگر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا۔ اور تم سے درگزر فرمایا۔ لہذا اب بغیر کسی اندیشہ کے اپنی بیویوں سے خلوت کرو۔ اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے اسے حاصل کرو، نیز راتوں کو کھاؤ پیو، یہاں تک کہ صبح کی سپید دھاری رات کی کالی دھاری سے نمایاں ہو جائے۔ پھر رات تک روزے کا وقت پورا کرو۔

ہاں اگر تم مسجد میں اعتکاف کر رہے ہو تو اس حالت میں تم کو اس حالت میں بیویوں سے خلوت نہ کرنی چاہیے، یہ اللہ کی ٹھہرائی ہوئی حدود ہیں۔ ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ اللہ اسی طرح اپنے احکام واضح کر دیتا ہے۔ تاکہ لوگوں میں متقیانہ سیرت پیدا ہو۔“ (البقرہ ص ۱۸۷)

مندرجہ بالا احکام قرآن کے اس قدر واضح اور صاف ہیں کہ اس کی کسی تشریح کی ضرورت نہیں

بہشت کا ایک دروازہ ہے:

بہشت کا دروازہ ”ریان“ ہے۔ جو صرف روزہ داروں کے لئے کھلتا ہے۔ روزہ داروں کے علاوہ اور کوئی شخص اس دروازہ سے داخل نہیں ہو سکتا۔

حضور ارشاد گرامی ہے جو شخص جھوٹ بولتا ہے، ریا کاری ہے، تو اللہ پاک کو یہ اختیار نہیں کہ وہ دن بھر کچھ کھاتا پیتا نہیں۔ یعنی روزہ رکھنے کی غرض سے بھوکا پیاسا رہے۔ اللہ کو اس کی پروا نہیں۔

روزے کی اصل غایت یہ ہے کہ گناہوں سے گریز کرے، دھوکہ دہی، ذہنی لذتوں سے بچتا (یعنی ناچ گانا، سننا اور دیکھنا) اللہ کی عبادت میں شامل ہے، اگر یہ نہیں تو اس نے فاقہ کیا تو روزہ نہیں رکھا۔ حضرات صوفیہ کا کہنا ہے کہ روزہ رکھنا گویا مقام صمدیت میں داخل ہونا ہے جو اعلیٰ ترین مقام ہے۔